اللّٰہ یجتبی الیہ من یشاء ویہدی الیہ من ینیب

المنة للہ کہ این رسالہ فیض مقالہ مؤلفہ حضرت مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مسمّی بہ

ضیاء القلوب

فی

لباس المحبوب

مترجمہ جناب مرزا محمد بیگ صاحب نقشبندی مجددی دہلوی سلمہ بعد تصحیح و تنقیح تمام

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و ستائش الٰہی و پس نعت و تحیت رسالت پناہی نمودہ می آید کہ این رسالہ است مختصر در بیان آداب لباس حضرت سید البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و اتباعہ و تبع تابعیہ الی یوم الحشر و النشر غرض اصلی و مقصود کلی آنست کہ بہرۂ تام و فیض عام ازین دستور نافض النور مومنین و مسلمین برسد و لباسے کہ قطع کردن و پوشیدن آن بدعت است و طریق بدمذہبان و گمراہان است ازان باز مانند و اجتناب کنند و حظے و نصیبے بتابعت سنت سنیہ برگیرند و ثواب جمیل و اجر جزیل نائض گردند و برکت ازان حاصل کنند و بدعاء خیر فقیر **عبد الحق بن سیف الدین** الدہلوی البخاری را یاد آرند و بفاتحۂ فاتحہ مستطاب گردانند و باللہ التوفیق +

ذکر در آداب لباس

بدانکہ لباس مصدر ہست بمعنی ملبوس چنانچہ کتاب بمعنی مکتوب و اسم لباس شامل است بر دستار و پیراہن و جبہ و کلاہ و ردا و ازار و غیرہ و آنچہ در پوشش باید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کی تعریف اور جناب رسالت پناہی کی نعت اور تحیت کے بعد ظاہر کیا جاتا ہے کہ یہ مختصر رسالہ حضرت سرور کائنات (صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و اتباعہ و تبع تابعیہ الی یوم الحشر والنشر) کے آداب لباس کے بیان میں ہے جس سے اصلی غرض اور کلی مقصد یہ ہے کہ اس روشن دستور العمل سے مومنوں اور مسلمانوں کو پورا پورا فائدہ اور کامل فیض پہونچے اور ایسے لباس سے کہ جسکا قطع کرنا اور پہننا بدعت اور گمراہوں اور بدمذہبوں کا طریقہ ہے بچین اور سنت سنیہ کی پیروی کا حصہ لیکر اعلیٰ ثواب اور جلیل القدر اجر پائین اور برکت اس سے حاصل کرین اور فقیر **عبد الحق ابن سیف الدین** دہلوی بخاری کو دعاء خیر سے یاد کرین اور خوشبو فاتحہ سے معطر کرین اور اللہ ہی توفیق کا حصر ہے +

آداب لباس کا ذکر

واضح ہو کہ لفظ لباس اگرچہ مصدر ہے مگر ملبوس کے معنوں میں مستعمل جیسے کہ کتاب مکتوب کے موقع پر استعمال کیجاتی ہے اور لباس کا نام جبہ - کلاہ - ازار - چادر وغیرہ پر جو پہننے میں بکار ہوں حاوی

پس بر مومنان مستور نماند کہ لباس حضرت سید الانبیا
وسند الاصفیا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اکثر از پارچہ
سفید بود و لباس سفید را بسیار دوست میداشتند
چنانچہ در خبر است کہ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلَيْكُمْ بِالْبَيَاضِ مِنَ الثِّيَابِ لِيَلْبَسْهَا اَحْيَاءُكُمْ
وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ فَاِنَّهَا مِنْ خِيَارِ ثِيَابِكُمْ
وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِلْبَسُوا
الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ كَفِّنُوْا فِيْهَا
مَوْتَاكُمْ۔ (وفی بستان الفقیہ ابی اللیث
رحمہ اللہ) يُسْتَحَبُّ الْبِيْضُ مِنَ الثِّيَابِ
(وفی الشرعۃ) اَحَبُّ الْاَلْوَانِ الْبَيَاضُ
وَالنَّظْرُ اِلَى الْخُضْرَةِ يَزِيْدُ فِي الْبَصَرِ۔ وَ
قَدْ لَبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْبُرُوْدَ الْاَخْضَرَ وَلُبْسُ الْاَخْضَرِ سُنَّةٌ وَيَجْتَنِبُ
الرِّجَالُ الْحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ مِنَ الثِّيَابِ (وفی
الملتقط) وَلُبْسُ السَّوَادِ لَيْسَ مِنَ السُّنَّةِ وَلَا فِيْهِ
فَضْلٌ بَلْ كَرِهَ جَمَاعَةٌ النَّظْرَ اِلَيْهِ لِاَنَّهُ بِدْعَةٌ
مُسْتَحْدَثَةٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(وفی روضۃ العلماء) اَنَّ اَبَا حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ قَالَ لُبْسُ السَّوَادِ لَا يَجُوْزُ لِاَنَّهُ كَانَ لَا
يَلْبَسُوْنَ ذٰلِكَ فِيْ زَمَانِهٖ وَيَعُدُّوْنَهُ عَيْبًا
وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى
يَجُوْزُ لِاَنَّهُ فِيْ زَمَانِهٖ

فائدہ سفید لباس کی فضیلت

اب مومنون پر مخفی نرہے کہ حضرت سید الانبیا اور
سند الاصفیا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اکثر لباس
سفید پارچہ کا تھا اور آپ سفید کپڑے کو بہت پسند فرماتے
تھے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے جسکا ترجمہ یہ کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنے لازم کر و تا کہ
تمہارے زندہ اُسکو پہنا کرین اور اپنے مُردون کو اُسمیں
کفنایا کرو کیونکہ وہ تمہارے عمدہ کپڑون مین سے ہے اور
آپنے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ نہایت پاکیزہ
اور پاک ہین اور کفنایا کرو اُس سے اپنے مردے اور فقیہ

فائدہ مختلف رنگون کے کپڑون کا بیان

ابو اللیث کی بستان مین لکھا ہے کہ سفید کپڑا پہنا مستحب
ہے۔ اور شرعۃ الاسلام مین ہے کہ سب رنگون سے پسندیدہ
سفید رنگ ہے اور سبز رنگ پر نظر کرنا بینائی کو قوت دیتا
ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز چادر پہنی
ہے اور سبز کپڑا پہنا سنت ہے اور مرد سرخ اور زرد
کپڑے سے بچین۔ اور ملتقط مین لکھا ہے کہ سیاہ کپڑا پہنا
سنت نہین ہے اور نہ اُسمین کچھ بزرگی ہے بلکہ ایک
جماعت نے اُسکو دیکھنا ہی مکروہ سمجھا ہے کیونکہ وہ بدعت
ہے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایجاد ہوئی
ہے۔ اور روضۃ العلما مین لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ
اللہ علیہ نے فرمایا کہ سیاہ کپڑے پہننے جائز نہین کیونکہ
اُنکے زمانہ مین یہ نہین پہنے جاتے تھے بلکہ اُنکا پہنا
عیب گنا جاتا تھا۔ مگر ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہمانے
سیاہ کپڑا پہنا جائز کہا ہے اسواسطے کہ اُنکے زمانہ مین

يَلْبَسُوْنَ وَيَفْتَخِرُوْنَ بِهٖ (وَفِي الكنز) وَنُدِبَ لُبْسُ السَّوَادِ (وفي الشرعة) وَقَدْ لَبِسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عِمَامَةً سَوْدَاءَ وَسَدَلَ ذُؤَابَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ پس در بستن دستار سنت آنست که سفید باشد بے آمیزش رنگ دیگر و دستار مبارک آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اکثر اوقات سفید بود و گاہے دستار سیاہ و احیاناً سبز بعضے گفتہ اند در وقت جنگ غزا بر سر مبارک صلی اللہ علیہ وسلم دستار سیاہ بود و بعضے گفتہ اند کہ از سبب مِغفر یعنے خَود رنگ دستار مبارک سیاہ تیرہ شدہ بود والا آن دستار مبارک سپید بود فاما مقرر است کہ گاہ گاہے دستار سیاہ رنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بستہ اند و دستار خانگی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہفت گز یا ہشت گز گفتہ اند و وقت نماز ہر پنجوقت دوازدہ گز و در عیدین و جمعہ چہاردہ گز و وقت جنگ و حرب پانزدہ گز۔ و علماء متاخرین تجویز کردہ اند کہ سلطان و قاضی و مفتی و فقیہ و مشائخ و غازی تا سی و یک گز دستار بر سر بندد جائز است برائے وقار و تمکین۔ و در دستار بستن سنت آنست کہ دستار دراز باشد نہ عریض و عرض دستار نیم گز باشد یا کسرے کم و زیادہ درین مضور نیست۔ و افضل درازی آن ہفت گز باشد و گزے بست و چہار

لوگ پہنتے تھے اور اُسپر فخر کرتے تھے۔ اور کنز میں لکھا ہے کہ سیاہ کپڑے پہنے مستحب ہیں۔ اور شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عمامہ باندھا اور شملہ اُسکا دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا انتہی پس پگڑی باندھنے میں سنت یہ ہے کہ سفید رنگ ہو دوسرا رنگ اُسمین مخلوط نہو۔ اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پگڑی غالب اوقات سفید ہوتی تھی اور کبھی سیاہ اور بعض اوقات سبز بھی اور بعضوں نے کہا ہے کہ لڑائی (جہاد) کے وقت آپکے سر مبارک پر سیاہ پگڑی تھی مگر بعضوں نے اسکی یہ وجہ بیان کی ہے کہ خود کے زنگ کے سبب آپکی دستار سیاہ ہو گئی تھی ورنہ اُسکا رنگ تو سفید تھا غرضکہ ضرور ہے کہ جناب نے کبھی کبھی سیاہ دستار بھی باندھی ہے اور آپکی خانگی دستار سات یا آٹھ گز کی بیان کی گئی ہے اور پانچوں نماز کے وقت کی پگڑی بارہ گز کی اور عیدین اور جمعہ کی چودہ گز کی اور جنگ کے وقت پندرہ گز کی۔ علماء متاخرین نے تجویز کیا ہے کہ سلطان اور قاضی اور مفتی اور فقیہ اور مشائخ اور غازی اگر اکتیس گز کی پگڑی وقار اور تمکین کے لئے سر پر رکھیں تو جائز ہے اور پگڑی باندھنے میں یہ سنت ہے کہ دستار لنبی ہو چوڑے عرض کی نہو آدھ گز کا عرض ہونا چاہئے اگر اس سے قدرے کم و بیش ہو تو بھی کچھ حرج نہیں ہے اور کم سے کم دستار کا طول سات گز کا ہو اور ہر گز چوبیس

دستار اور شملہ کی تحقیق

سنت کے مطابق پگڑی کے طول و عرض کا بیان

انگشت کہ شش قبضہ باشد و سنت است کہ دستار باطہارت بندد و روے جانب قبلہ کند و ایستادہ بندد و ہرگاہ کشاید کور کور و عقد عقد کشاید و بیک دفع نکشاید چنانچہ پیچ بر پیچ دادہ است باز ہمان طریق کشاید و بعد از بستن در آئینہ یا آب و مانند آن دیدہ راست کند و بافش بندد یعنی با شملہ و در شملہ اختلاف است اکثر و اغلب اوقات پس پشت آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم شملہ بودے و احیاناً بر جانب راست و بر جانب چپ بدعت است کذا قیل - و اقل مقدار شملہ چہار انگشت است و اکثر یکدست - و تطویل متجاوز از ظہر بدعت است - و تخصیص ارسال شملہ بوقت نماز نیز موافق سنت نیست و ارسال شملہ مستحب و از سنن زوائد است و بر ترک آن اسائے و آثامے نیست اگرچہ در فعل آن ثوابے و فضیلتے باشد +

فِی الرَّوضَةِ اِرسَالُ ذَنَبِ العِمَامَةِ بَینَ الکَتِفَینِ مَندُوبٌ و فرو گذاشتن شملہ پس پشت مستحب است و سنت مؤکدہ نیست و رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم گاہ شملہ عمامہ مے گذاشتہ اند و گاہے نہ و فقہا را بر ارسال شملہ براہین قیاسی بسیار است و ارسال آنرا سنت مؤکدہ دانند - و بعضے

انگل کا جسکی چھ مٹھیان ہوتی ہین ہوا اور سنت ہے کہ دستار طہارت کی حالت مین قبلہ کی طرف مونہہ کرکے اور کھڑے ہوکر باندھین اور جب کھولین تو جسطرح باندھی ہے پیچ پیچ کرکے کھولین دفعتہ نہ کھول ڈالین اور جسوقت باندھ چکین تو آئینہ یا پانی یا مثل انکے اور کسی چیز مین دیکھکر دستار سیدھی کرلین اور دستار شملہ دار باندھین اور شملہ لٹکانے کی جانب مین اختلاف ہے اکثر اور اغلب اوقات شملہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پشت کی طرف اور کبھی داہنی طرف رہتا تھا بائین طرف رکھنا بدعت ہے اسیطرح بیان کیا گیا ہے اور ادنی مقدار شملہ کی چار انگل اور زیادہ ایک ہاتھ ہے اور اسقدر لنبا رکھنا کہ پشت سے بھی گذر جاے یہ بدعت ہے - اور شملہ لٹکانے کے لئے نماز ہی کے وقت کی خصوصیت کرلینی کچھ سنت کے موافق نہین ہے - اور شملہ کا لٹکانا مستحب اور سنن زوائد سے ہے کہ اسکے ترک کرنے پر کوئی قباحت یا گناہ نہین ہے گو اسکے عمل مین لانے مین ثواب اور باعث شرف ہے

اور روضہ مین لکھا ہے کہ عمامہ کا شملہ دونون مونڈھون کے قریب لٹکانا مندوب اور پس پشت مستحب ہے سنت مؤکدہ نہین ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی عمامہ کا شملہ لٹکاتے تھے اور کبھی نہین بھی - اور فقہا کو شملہ لٹکانے کے اندر قیاسی دلائل بہت ہین اور اُسکے لٹکانے کو سنت مؤکدہ جانتے ہین اور بعضے

حضرت کبھی شملہ لٹکاتے کبھی نہیں

شملہ را جانب چپ آویختہ دارند و سند این قوی
و معتبر نیست۔ اگرچہ بعضے درین نوشتہ اند
و علمائے متاخرین سوائے پنجگانہ شملہ را ارسال
نہ دارند از برائے طعن و تمسخر جہال زمانہ۔ و در
فتاوے حجۃ و جامع مے آرد کہ تَرْكُ الذَّنَبِ
ذَنْبٌ وَالرَّكْعَتَانِ مِنَ الذَّنَبِ اَفْضَلُ
مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً بِغَيْرِ ذَنَبٍ وَالذَّنَبُ
سِتَّةُ اَنْوَاعٍ لِلْقَاضِىْ خَمْسٌ وَّ ثَلٰثُوْنَ
اَصَابِعَ وَلِلْخَطِيْبِ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ
اَصَابِعَ وَلِلْعَالِمِ سَبْعٌ وَّعِشْرُوْنَ
اَصَابِعَ وَلِلْمُتَعَلِّمِ عَشْرُ اَصَابِعَ وَلِلصُّوْفِىْ
سَبْعُ اَصَابِعَ وَلِلْعَامِىْ اَرْبَعُ اَصَابِعَ
و دستار نشستہ نہ بندد و ازار را ایستادہ نپوشد
چنانچہ در خبر است قَالَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَمَّمَ قَاعِدًا اَوْ تَسَرْوَلَ
قَائِمًا اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ بِبَلَاءٍ لَا دَوَاءَ لَهٗ
اگر معذور باشد یا زمن و بیمار باشد جائز و روا است
و در بعضے کتب معتبرہ نوشتہ اند شخصے کہ خود را
اکثر اوقات بلباس سیاہ و سبز مشہور گرداند
مکروہ و ممنوع است چنانچہ گفت ابن عمر رض
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ گفت رسول صلے اللہ تعالے
علیہ و آلہ و سلم مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ
فِى الدُّنْيَا اَلْبَسَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ثَوْبَ

شملہ کو بائین طرف لٹکاتے ہین مگر اسکی سند کچھ قوی
اور معتبر نہین ہے اگرچہ بعضون نے اسمین کچھ لکھا ہے
اور علماء متاخرین جہلاء زمانہ کے طعن اور تمسخر کے
خوف سے پنجگانہ نماز کے سوا شملہ نہین لٹکاتے۔
اور فتاوے حجۃ و جامع مین لکھا ہے کہ شملہ ترک
کردینا گناہ ہے اور دو رکعتین شملہ دار عمامہ سے پڑھنی
اُن ستر رکعتون سے بہتر اور افضل ہین جو بغیر شملہ دار عمامہ
کے پڑھی ہون اور شملہ چھ قسم کا ہے قاضی کے واسطے
پینتیس ۳۵ اُنگل اور خطیب کے لئے اکیس ۲۱ اُنگل۔ عالم کے لئے
ستائیس ۲۷ اُنگل اور طالب علم کے لئے دس اُنگل
اور صوفی کے لئے سات اُنگل اور عامی یعنی اَن
پڑھ کے واسطے چار اُنگل انتہی اور دستار کو بیٹھ کر
نہ باندھے اور ازار کھڑے ہوکر نہ پہنے جیسا کہ حدیث
شریف مین آیا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص عمامہ بیٹھکر اور ازار
کھڑے ہوکر پہنے اللہ تعالیٰ اُسکو ایسی بلا مین مبتلا
کرے کہ جسکا کوئی علاج نہین مگر جو معذور یا بوڑھا یا
بیمار ہو تو روا ہو۔ اور بعضی معتبر کتابون مین لکھا ہے کہ
جو شخص اپنے آپکو بسا اوقات سیاہ و سبز لباس کے ساتھ
مشہور کرے تو مکروہ اور ممنوع ہے جیسا کہ ابن عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو کوئی دنیا مین شہرت کے لئے
کپڑا پہنے تو اللہ تعالے اُسکو قیامت کے دن

مَذِلَّةٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ واحیاناً اگر باشد مانع نیست وبہترین لباس سفید است ودستار سیاہ وسبز و پاجامہ وپیراہن ورداء سیاہ وسبز بجانۂ ملوک نرود کہ ممنوع است وکلاہ بر دو نوع است یکے لاطیہ دویم ناشرہ لاطیہ آنرا گویند کہ بسر متصل باشد و آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر سر مبارک نہادہ وناشرہ آنست کہ متصل بسر نباشد بلکہ افراشتہ باشد وآن طاقیہ سیاہ است ورسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کمتر بر سر مبارک نہادہ و بعضے مشائخ بر سر مے نہند جائز است وکلاہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گرد بود وگنبدی چنانچہ علماء وشرفا بآن دستور می بندند وآنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر قمیص پوشیدہ اند وحُلّہ عبارت است از دو جامہ یعنی دو تو بحمرا آن خطوط سرخ کہ در آن بود ومراد بحمرا آن نیست کہ سرخ خالص باشد چہ سرخ خالص منہی عنہ است بسوختن فرمود وفرمودہ است اِنَّ هٰذَا لِبَاسُ الْكُفْرِ فَلَا تَلْبَسْهَا وابن عباس رضی اللہ عنہما گفت پیغامبر را صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ بہترین حلہا پوشیدہ وفرمودہ اگر جامہ تجمل وزیبا پوشد برائے اظہار نعمت حق مثاب است و اگر برائے تکبر وافتخار پوشد معاقب است وفی الخلاصۃ لَا بَأْسَ بِلُبْسِ الثِّيَابِ الْجَمِيلَةِ

ذلت کا کپڑا پہنائیگا اور جو کبھی اتفاقاً پہن لیوے تو حرج نہین اور بہتر لباسون مین سفید لباس ہے اور سیاہ دستار یا سبز یا پجامہ اور سیاہ یا سبز کرتا اور چادر پہنکر بادشاہون کے ہان جانا کہ منع ہے اور ٹوپی دو قسم کی ہوتی ہے اول لاطیہ دوسری ناشرہ - لاطیہ وہ کہ سر سے پیوستہ ہو ایسی ٹوپی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک پر رکھی ہے اور ناشرہ وہ کہ سر سے پیوستہ نہو بلکہ اونچی ہو اور وہ سیاہ طاقیہ ٹوپی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی ٹوپی بہت کم اوڑھی ہے مگر جو بعضے مشائخ سر پر رکھ لیتے ہین جائز ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ مبارک گول اور گنبدی تھا جیسا کہ علما اور شرفا اسی دستور کے موافق باندھتے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اکثر کرتا پہنا ہے اور کبھی حلہ حمرا - اور حلہ دُہرے کپڑے کو کہتے ہین اور حمرا سے مراد یہ کہ سرخ تحریرین اُسمین تھین نہ یہ کہ وہ حلہ بالکل سرخ تھا کیونکہ خالص سرخ ممنوع ہے اور آپنے ایسے کپڑیکو جلا دینے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ کفر کا لباس ہے اسکو مت پہنو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت عمدہ حلہ پہنا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر زیب وزینت کا کپڑا نعمت حق کے اظہار کی غرض سے پہنے تو ثواب پائے اور جو تکبر اور اترانے کی غرض سے پہنے تو گنہگار ہے اور خلاصہ مین لکھا ہے اچھے کپڑے پہنے کا مضائقہ نہین

قیمتی لباس پہننا اور بزرگون کا بھی پہننا

اِذَا کَانَ لَا یَتَکَبَّرُ وَفِیْ مَجْمُوْعِ النَّوَازِلِ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ وَّعَلَیْہِ رِدَآءٌ قِیْمَتُہٗ اَلْفُ دِرْھَمٍ وَرُبَّمَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَعَلَیْہِ رِدَآءٌ قِیْمَتُہٗ اَرْبَعُمِائَۃِ دِرْھَمٍ وَاَبُوْحَنِیْفَۃَ کَانَ یَرْتَدِیْ بِرِدَآءٍ قِیْمَتُہٗ اَرْبَعُمِائَۃِ دِیْنَارٍ وَکَانَ یَقُوْلُ لِتَلَامِیْذِہٖ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلٰی اَوْطَانِکُمْ عَلَیْکُمْ بِالثِّیَابِ النَّقِیَّۃِ وآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جامہ معلم و نیز جامہ سیاہ و پوستین کہ اطراف آن بسندس دوختہ بودند پوشیدہ اند فِی الْقُنْیَۃِ لَفُّ الْعِمَامَۃِ الطَّوِیْلَۃِ وَلُبْسُ الثِّیَابِ الْوَاسِعَۃِ حَسَنٌ حَقُّ الْفُقَھَآءِ الَّذِیْنَ ھُمْ اَعْلَامُ الْھُدٰی دُوْنَ النِّسَآءِ

کپڑا حلال وجہ سے ہونا چاہیے حرام کپڑے سے عبادت قبول نہین

فالاصل در پوشیدن جامہ وغیرہ آنست کہ از وجہ حلال باشد و از وجہ حرام نباشد کہ نماز فریضہ و نفل قبول نیست و افضل در جامہ اَنْ یَّلْبَسَ ثَوْبًا وَسَطًا لَاجَیِّدًا غَایَۃً وَلَارَدِیًّا غَایَۃً

معروف و مشہور جامہ کا بیان

و جامہ کہ در خلق متعارف است ومشہور بیش از دو مرتبہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نپوشیدہ اند یکمرتبہ نجاشی یعنی بادشاہ حبش بطریق ہدیہ بجناب عالی ارسال داشتہ بود آنرا پوشیدہ بجعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخشیدند و مرتبہ ثانی از تحف و ہدایا یمن آمدہ بود

درحالیکہ وہ تکبر نکرے - اور مجموع النوازل مین لکھاہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن ایک قیمتی چادر جسکی قیمت ہزار درہم کی تھی اوڑھے ہوے باہر تشریف لائے اور ایک مرتبہ آپنے چارسو درہم کی قیمتی چادر اوڑھکر نماز پڑھی تھی اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ چارسو درہم کی قیمت کی چادر اوڑھا کرتے اور اپنے شاگردون سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تم اپنے وطنون کو جاؤ تو پاکیزہ لباس پہننا اختیار کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاشیہ دار کپڑا اور نیز سیاہ کپڑا اور ایسا پوستین جسکے کنارون پر سُندس یعنی ریشمی کپڑا لگا ہوا تھا پہنا ہے - اور قنیہ مین لکھا ہے کہ بڑا عمامہ باندھنا اور بڑے کپڑونکا پہننا بہتر ہے حق اُنہی فقہا کا ہے جو ہدایت کے نشان ہین نہ کہ عورتون کا حق ہے - مگر اصل بات کپڑے وغیرہ کے پہننے مین یہ ہے کہ کپڑا حلال وجہ سے ہو نہ حرام وجہ سے کیونکہ فرض اور نفل نماز حرام کپڑے سے قبول نہین ہوتی اور افضل لباس وہ ہے جو اوسط درجہ کا ہو نہ بہت بڑھکا ہو اور نہ بہت گھٹیا اور وہ کپڑا جو خلق مین جامہ کے لفظ سے مشہور اور معروف ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ سے زیادہ نہین پہنا ایک دفعہ تو جو تحفہ نجاشی بادشاہ حبشہ نے آپکی خدمت مین بھیجا تھا آپنے پہنکر جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا اور دوسری دفعہ وہ تحفے اور ہدیے جو یمن سے آئے تھے اُنمین سے

آنرا پوشیده بدحیهٔ کلبی رضی الله تعالی عنه دادند و جیب
یعنی گریبان جامه از جانب بغل چپ دوخته بودند
علاقه بستن آن بغل راست بود چنانچه درین زمانه
معمول و مشهور است و در روضة المعانی و زاد الفقها
که تصنیف صحیح امام نووی است نیز همین دستور
است که روئے گریبان جامه طرف راست بود و در
روضه است که در زمان سابق چون غازیان بحرب
کافران میرفتند و فرصت وقت از دست غنیمت
نمی یافتند و از نان و تمر وغیره ماکولات را در جیب و
گریبان نگاه داشته در راه میرفتند و لجام اسپ را
گرفته لقمه نان را و یگان یگان خرما را از دست
راست برآورده میخوردند و در زمان عمر بن عبد العزیز
و بنی عباس همین دستور گریبان جامه بود و آنها
که بدعت جدید میگویند از راهِ نافهمید گیست و در بخارا
ارباب فضل و علم اجزاے کتب و نسخ بجیب و گریبان
نگاه میداشتند و در راه از بغل و جیب برآورده مطالعه
کرده براه میرفتند و در مجالس بادشاهان و علما و دینداران
و صلحا و اهل یقین بعد از فراغ اکل تیمناً و تبرکاً زاد در
گریبان و بغل نگاه میداشتند تا هر خاص و عام که
بخانه خود رود از ان تبرک فائز گرداند و رومال و نقد را
در جیب و گریبان نگاه میدارند انهمه استعمالات
راست بروئے گریبان راست می شود و اگر روے
جامه بدست چپ باشد استعمال از دست راست

پہنکر دحیہ کلبی رضی اللہ تعالی عنہ کو مرحمت فرمایا ہے
اور جامہ کا گریبان بائین بغل کی طرف سے سی کر
مُنہ گریبان کا داہین بغل کی طرف رکھا تھا اور اُس
جانب اُسکے بند کرنیکا علاقہ یعنی بند یا گھنڈی تکمہ وغیرہ تھا
جیسا کہ اب معمول ہے اور روضۃ المعانی اور زاد الفقہا مین
جو تصنیف صحیح امام نووی رح کی ہے لکھا ہے کہ جامہ کے گریبان کا منہ
داہین طرف تھا اور روضہ مین ہے کہ اگلے زمانہ مین جب
غازی کفار سے لڑنے جاتے اور فرصت غنیمت کے ہاتھ
سے نپاتے تو روٹی اور کھجور وغیرہ کھانے کی چیزین جیب
اور گریبان مین بھر لیتے اور رستہ چلتے ہوے گھوڑے
کی لگام ہاتھ مین تھام کر ایک ایک روٹی کا نوالہ اور
ایک ایک کھجور داہین ہاتھ سے نکال نکال کر کھاتے تھے اور
عمر بن عبد العزیز اور بنی عباس کے زمانہ مین بھی اسی نمونہ کا
گریبان تھے اور جو لوگ نئی بدعت اسکو بتاتے ہین لاعلمی
کی وجہ سے ہے اور بخارا مین اہل علم وفضل کتاب کے جز اور جلدین
جیب اور گریبان مین رکھ لیتے اور راہ مین نکالکر مطالعہ
کرتے ہوے رستہ چلتے تھے - اور بادشاہون اور علما اور دیندارون
اور صلحا و اہل یقین کی مجلسون مین کھانے سے فارغ
ہوکر قدرے کھانا تبرکاً گریبان اور بغل مین رکھ لیتے تاکہ
ہر خاص عام اپنے گھر پہونچکر لوگونکو تبرک پہونچاے اور رومال اور نقد
بھی جیب اور گریبان مین رکھتے تھے یہہ تمام برتاوا
سیدھے گریبان کی طرف سے ٹھیک ہوتا ہے اور
جو جامہ کے گریبان کا مونہہ بائین طرف ہو تو داہین ہاتھ سے

جامے کے گریبان کی تحقیق

سیر دو حرج بسیار میشد و منہی است بدست چپ
روے گریبان کردن کہ طریق مجوس و آتش پرستان
است و بادشاہ و قاضی را باید کہ از طریقیکہ روے
گریبان جانب چپ باشد منع کنند و زجر فرمایند و
در زمان عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ شخصے
براے گواہی در محکمہ آمدہ کہ روے گریبان او و علاقہ
بستن او جانب چپ بود قاضی رد شہادت او
فرمود و در مکتوب نود و نہم شیخ شرف الدین یحیی منیری
قدس سرہ کہ عمدۂ علماء و مشائخ وقت بود او نیز نوشتہ
کہ جیب جامہ دوختن از جانب چپ بجانب راست
سنت است و براے آنست کہ دست آسان درو
فرو توان کرد و در قرآن مجید در حق موسیٰ صلوۃ اللہ
علی نبینا و علیہ السلام آمدہ است وَ اَدْخِلْ یَدَکَ
فِیْ جَیْبِکَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ و ہر کہ جامۂ اہل
اسلام دوزند با جیب دوزند کہ در وے فوائد بسیار
است تا بوقت حاجت شانہ یا چیزے دیگر
در وے نہند و بدست راست برآرند و در عرب
کہ استعمال قصب الجیب واقع است عمل بر دست
راست است و در جامہ و پیراہن و جبہ پوشیدن
سنت آنست کہ اول دست راست درآرد و
باز دست چپ کند و ردا و چادر و گلیم را از دست
راست بدست چپ اندازد چنانچہ معمول است
لفافۂ مردہ را نیز ہمین دستور کنند زیرا کہ لفافۂ مردہ

چادر و رداء پہننے کا طریق

بنا او سیدھے ہاتھ سے نہو سکتا اور بڑا حرج ہوتا اور بائیں
طرف گریبان کا منہ رکھنا منہی عنہ ہے اسلئے کہ طریقہ
مجوس اور آتش پرستونکا ہے بادشاہ اور حاکم کو لازم ہے
کہ ایسے طریقہ سے (یعنی لوگون کو بائیں طرف گریبان رکھنے
سے) روکیں اور دھمکائیں - عمر بن عبد العزیز رض کے عہد
مین ایک شخص گواہی کے لئے محکمہ مین آیا کہ اُسکا گریبان اور
علاقہ بندش کا بائیں طرف تھا قاضی نے شہادت اُسکی قبول
نہ کی اور شیخ شرف الدین یحیی منیری رح جو منتخب علماء و مشائخ
وقت سے تھے اپنے مکتوب نمبر ۹۹ مین فرماتے ہین کہ جامہ
مین گریبان کو بائیں طرف سے سی کر داہنے طرف منہ
رکھنا سنت ہے اسلئے کہ اُسمین آسانی سے ہاتھ جا سکتا ہے
جیسکہ قرآن مجید کے اندر موسیٰ (صلواۃ اللہ علی نبینا و علیہ
السلام) کے حق مین آیا ہے کہ اپنا ہاتھ گریبان مین
ڈال کہ نکل آویگا وہ سفید ہو کر - جو لوگ مسلمانون کا
جامہ سئیں تو جیب دار سئیں کیونکہ اُسمین فائدے بہت
ہین کہ ضرورت کے موقع پر کنگھی یا کوئی اور شئے اُسمین رکھکر
داہنے ہاتھ سے نکال لیں - اور عرب مین جو جیب
کے کپڑے لگانیکا دستور ہے تو داہنے ہاتھ کے رخ پر
ہے اور جامہ اور جبہ اور کرتا پہننے مین سنت یون ہے
کہ پہلے سیدھا ہاتھ آستین مین ڈالیں پھر بایان ہاتھ
اور دوہر اور چادر اور کملی سیدھے ہاتھ سے بائیں کندھے
پر ڈالیں جیسا کہ معمول ہو رہا ہے اور مردہ کا لفافہ بھی
اسی طور سے کرنا چاہیے اسلئے کہ مردہ کا لفافہ

حکم چادر و ردا زنده دارد و این دستور در کتب فقه
مسطور است و آنها که جامه را بقیاس پوشیدن
ردا و چادر عمل میکنند خلاف شارع و بدعت
را رواج مید هند ازین طریقه اجتناب کنند تا
مثاب شوند معاقب نگردند۔ و در پیراهن و جبه
و خرقه آستین فراخ کردن سنت صحابه رضی الله
تعالی عنهم و مشائخ ما تقدم است رحمة الله علیهم
برائے آنکه تا وقت وضو ساختن و کار کردن آسان
باز توانند پیچید و اگر خواهند سجاده یا چیزے دیگر
نهند در آستین توانند نهاد و فراوېز بر سر
آستین و پائے دامن جامه دوختن سنت است
و صحابه و تابعین رضی الله تعالی عنهم که پیراهن
و جبه را فراخ کرده اند از برائے آنکه وجود شریف
آنها در ریاضت و مشقت و صیام و قیام خیلے
لاغر و تنگ شده بود برائے هیبت و شهامت
مے پوشیدند تا در چشم دشمنان و کافران حقیر
ننمایند و هر چه ایشان کرده اند از راه نفس نکرده اند
بلکه برائے ترویج و استقامت بود و قبا جامهٔ
را گویند که گریبان دار باشد و آن متعارف است
در عرب و عجم و استعمال و پوشیدن آن در عجم
بسیار است و رسول خدا صلے الله علیه پوشیده
و روے گریبانش و علاقه بستن آن بر جانب
راست بود و جبهٔ رومیه که آستین آن تنگ بود

زندہ کی چادر اور ردا کا حکم رکھتا ہے اور یہ طریقہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہے اور جو لوگ جامہ کے پہننے مین بقیاس
ردا اور چادر کے عمل کرتے ہین خلاف شارع کو اور بدعت
کو رواج دیتے ہین اس طریقہ سے پرہیز کرین تاکہ
ثواب پائین اور عذاب سے بچین اور پیراہن اور جبہ اور
خرقہ مین آستین چوڑی لگانی صحابہ رضی اللہ عنہم اور
اور اگلے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کی سنت ہے اسلئے
کہ وضو کرتے اور کام کرتے وقت آسانی سے چڑھا
کر لپیٹ لین اور جو چاہین تو مصلا یا اور کوئی چیز آستین
مین رکھ سکین اور سنجاف آستین اور دامنون کے
اوپر لگانی سنت ہے۔ اور جو صحابہ اور تابعین رضی
اللہ تعالیٰ عنہم نے پیراہن اور جبے کشادہ بنانے
اختیار کئے تھے تو اُسکی وجہ یہ تھی کہ اُنکے مبارک جسم
کثرت ریاضت اور مشقت اور صوم و صلوٰۃ سے بہت
لاغر اور ضعیف ہو گئے تھے ہیبت اور دبدبہ کے غرض سے
فراخ کپڑے پہنتے تاکہ دشمنون اور کافرون کی نظرون
مین حقیر نہ معلوم ہون اور جو کچھ اُنہون نے کیا ہے
نفس پروری سے نہین کیا بلکہ دین کے رواج دینے
اور قائم کرنیکے لئے کیا ہے اور قبا وہ جامہ ہے جو گریبان دار ہو
اور عرب و عجم مین معروف ہے اور اُسکا استعمال عجم مین
بہت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو
پہنا ہے اور اُسکے گریبان کا مُنہ اور بند کا علاقہ داہنی طرف
تھا۔ اور رومیہ جبہ کہ جسکی آستین تنگ تھی

چوڑی آستین صحابہ اور اگلے مشائخ کی سنت ہے

ازانیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ اند و
ہنگام وضو دست مبارک از آستین برآوردہ اند
یعنی آن جبہ آنچنان تنگ بود بے آنکہ دست
از آستین برآرند شستن آن میسر نبود و
تحقیق شدہ کہ آنرا در سفر پوشیدہ اند و بر آن اتفاق
است کہ گاہے جبہ و قبار تکمہ دار پوشیدہ و قبا
راگاہے تکمہ دار میدوزید چنانچہ تکمہ دار کہ درین
دیار معروفست و مشہور بقادری است و ثابت
شدہ کہ جیب قمیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بر سینہ مبارک بود چنانچہ احادیث بسیار بر آن
دلالت دارد و علمار حدیث تحقیق آن نمودہ اند
و عرف تمام دیار عرب خلفا عن سلف از ابتدار
تا اقصائے مغرب بر آن شدہ و بعضے از مردم کہ
نزد ایشان علم بسنت نیست گمان بردہ اند
کہ گذاشتن جیب قمیص بر سینہ بدعت است
و چون در بعضے از دیار عجم جیب بر سینہ عادت
نسار شدہ بعضے از فقہار بکراہت آن حکم کردہ اند
از جہت تشبیہ بہ نسار و شک نیست کہ آن عادت
حادث است و تحقیق آنست کہ جیب پیراہن نبوی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بر سینہ بود و فقہا کہ بر تعیین
شق جیب مقرر کردہ اند برعکس جیب آنحضرت
است صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم این مقدمہ
را در ترجمہ فارسی مشکوۃ المصابیح و در شرح عربی

بیان گریبان کی تحقیق اور حضرت کے گریبان کا سینہ پر ہونا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا ہے اور وضو
کے وقت دست مبارک آستین سے نکال لیا ہے کیونکہ
وہ جبہ ایسا تنگ تھا کہ ممکن نہ تھا کہ ہاتھ بغیر نکالنے
کے دھولیں اور یہ امر تحقیق ہوا ہے کہ آپنے ایسا جبہ
سفر مین پہنا ہے۔ اور اس بات پر اتفاق ہے کہ
آپنے کبھی جبہ اور قبا تکمہ دار پہنی ہے اور قبا کبھی تکمہ دار
سلواتے تھے جیسکہ جامہ تکمہ دار اس ملک مین
معروف ہے اور قادری کے نام سے مشہور ہے اور
یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ گریبان آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے قمیص کا سینہ مبارک کے اوپر
تھا جیسا کہ بہت سی حدیثین اسپر شاہد ہین اور علمائے
حدیث نے اسکی تحقیق کی ہے اور تمام ملک عرب کا شرق
سے مغرب تک سلف سے تا خلف اسی پر دستور ہوا ہے
مگر بعضے لوگون نے (جنکو سنت کا علم نہین) گمان کیا
ہے کہ قمیص کا گریبان سینہ پر رکھنا بدعت ہے
اور چونکہ عجم کے بعضے ملکون مین عورتون کا دستور ہوگیا
ہے کہ گریبان سینہ پر رکھتی ہین تو تشبیہ کی جہت سے
بعض فقہانے اسکی کراہت کا حکم دیا ہے اور بیشک
یہ عادت البتہ حادث ہے اور یہ بات تحقیق ہے کہ گریبان
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سینہ پر تھا اور جو فقہانے دونو
مونڈھون کیطرف گریبان مقرر کیا ہے یہ گریبان آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے گریبان سے برعکس ہے اور اس عالم
کو مشکوۃ المصابیح کے فارسی ترجمہ اور عربی شرح مین

واضح تر نوشتہ ام واگر احیانا بشق جیب کتفین پیرہن
آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوشیدہ باشند سند آن بہ
فقہا رسیدہ باشد فاما سند قوی مطابق علماء حدیث جای
نیست - وخرقہ و فرجی لباس علماء و مشائخ و صلحا پوشیدہ
اند اگرچہ سند قوی درین باب نیست و در زمان
آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم این لباس
نبود واگر کسے پوشد مباح است ولاباس و میگویند
واضع فرجی فرعون است و در کتب معتبرہ دیدہ نشد
وثابت نگشتہ باید کہ ہنگام نماز آستین آن در دست
کند و فرو نگذارد کہ مکروہ است وازار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم از بالا ناف مبارک تا فوق
کعبین مبارک بودہ و این قدر سنت است
واز ناف تا زانو ستر فرض است و بعضے ناف
را در عورت نگرفتہ اند چرا کہ ناف حسنین آنحضرت
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نپوشیدہ اند و ہم برین
قیاس سراویل کہ در عجم متعارف است وآنرا
شلوار گویند بمقدار ازار آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم باز باشد واگر زیر شتالنگ دو یا سہ
چین واقع شوند بدعت است وگناہ ودر حدیث
آمدہ کہ گفت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لَا
يَنظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ
بَطَرًا یعنی نظر نمیکند خدا تعالیٰ در روز قیامت
سوئے کسیکہ بکشد ازار خود را و دراز سازد بطریق تکبر

مین نے مشرح لکھا ہے اور اگر کبھی شاید آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کندھونکے گریبان کا کرتا پہنا ہو تو اُسکی
سند فقہا کو پہونچی ہوگی مگر قوی سند حسب شرائط علماء حدیث
نہیں ہے اور خرقہ و فرجی و لباس علما اور مشائخ اور صلحا نے
پہنا ہے گو کوئی قوی سند اس باب مین موجود نہیں ہے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یہ لباس نہیں
تھا اور اگر کوئی پہن لیوے تو مباح ہے اور کچھ حرج نہین
اور کہتے ہین کہ فرجی کا نکالنے والا فرعون ہے مگر یہ بات
کسی معتبر کتاب مین دیکھی نہین گئی اور نہ ثابت ہوئی مگر
چاہئیے کہ نماز کے وقت اُسکی آستین پہنے لٹکی نہ رکھو کہ مکروہ ہے
اور آنحضرت صلعم کی ازار یعنی تہ بند ناف کے اوپر سے ٹخنون
کے اوپر رہتا تھا اور اسیقدر سنت ہے اور ناف سے
زانو تک ڈھانکنا فرض ہے اور بعضون نے ناف کو
عورت یعنے اعضای پوشیدنی مین شمار نہیں کیا کیونکہ حضرت حسنین رض کی ناف کو
ڈھانکا نہین اور اسی پر قیاس ہے پائجامہ کا جو
عجم مین مشہور ہے جسکو شلوار کہتے ہین وہ بمقدار ازار
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونچا ہو اور جو ٹخنون
سے نیچا ہو یا ٹخنون کے نیچے دو تین چوڑیان پڑین تو
بدعت اور گناہ ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے
دن اُس شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں
دیکھیگا کہ جس شخص نے اپنی ازار کو از راہ تکبر

اور

اسراف وطغیان بنعمت واز این قید معلوم شد که ازار کے
تکبر نباشد بجہت عذرے باشد مثل مرض و برودت
مکروہ نبود و نزدیک فقہا ازار کہ فروتر باشد از شتالنگ
حرام است و بدعت محض چنانچہ فرمود رسول صلی
اللہ علیہ وسلم مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ
اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ
فِي النَّارِ آستین پیراہن وجامہ وقبا وجبہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم گاہے تا بند پنجہ دست مبارک
بود وگاہے تا سر انگشتان مبارک موافق ایام حرارت
وبرودت مقرر شدہ وگاہے بے این دو شق نیز
بودہ وجامہ وقباء آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بے بندہا زیادہ بود یعنے بغیر از بندہا بستن زیادتی
نبودہ وعلمار متاخرین در ینباب لا بأس گفتہ اند۔
ولباس ابریشمی پوشیدن حرام است مر مردانرا چنانچہ
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است۔
مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي
الْآخِرَةِ ونہی کردہ است رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم از پوشیدن حریر مگر تا چہار انگشت چنانچہ منع
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا
مَوْضِعَ إِصْبَعَيْنِ أَوْ ثَلٰثٍ أَوْ أَرْبَعٍ وَعَنْ
عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَخَذَ حَرِيرًا وَجَعَلَهُ

[illegible]

[illegible]

فضول خرچی اور کفران نعمت کے لٹکایا اور اس قید سے معلوم
ہوگیا کہ جو کپڑا تکبر کی راہ سے نیچا نہو بلکہ مرض یا سردی وغیرہ
کے عذر سے نیچا ہو تو مکروہ نہیں اور فقہار کے نزدیک جو
ازار ٹخنوں سے نیچی ہو وہ بدعت اور حرام ہے جیسا کہ رسول
خدا صلعم نے فرمایا کہ جسنے اترانے کی نظر سے ازار نیچے
لٹکائی اللہ تعالیٰ اسپر قیامت کو رحمت کی نظر نہیں کریگا
اور آپنے فرمایا کہ جتنی ازار ٹخنوں سے نیچی ہو اسقدر آگ
مین ہے۔ اور آپکے پیراہن اور جامہ اور قبا کی آستین
کبھی پنجہ کے گٹے تک اور کبھی انگلیون کے سرون
تک حسب موسم سردی اور گرمی کے ہوتی تھی اور
کبھی بغیر ان دونون صورتون کے بھی ہوئی ہے
اور جامہ اور قبا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بغیر
فالتو بندون کے تھی یعنی باندھنے کے بندون کے سوا زینت کے
فالتو بند اُس مین نہ تھے مگر علمار متاخرین نے اس باب مین
کہا ہے کہ کچھ مضائقہ نہین ہے۔ اور مردون کو ریشمی لباس
پہنا حرام ہے جیسا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ جس شخص نے دنیا مین ریشم پہن لیا وہ آخرت میں
ریشم نہین پہنیگا اور رسول خدا صلعم نے سوا ے چار انگل
کے ریشم پہنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ آیا ہے کہ
منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہنے
سے سواے دو یا تین یا چار انگل کے اور حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک ریشمی کپڑا لیا اور اُسکو اپنے

فِيْ يَمِيْنِهٖ وَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهٗ فِيْ شِمَالِهٖ
ثُمَّ قَالَ هٰذَانِ حَرَامَانِ عَلٰى ذُكُوْرِ
اُمَّتِيْ ولباس حریر مر مردانرا وصبیان را پوشیدن
حرام است مگر بر زنها وصبیتها یعنی برائے دختران
نابالغ روا است واگر برائے خارش وحرب ودفع
سودا پوشد روا است وبرائے دفع قمل یعنی سپش
پوشیدن حریر لاباس است واگر در معجون ابریشم
مخلوط کند وبخورد جائز است ولباس حریر بر زبیر
ابن العوام وعبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ
عنہما آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مباح گردانیدہ اند
کہ ایشانرا خارش بدن از سبب قمل بود پس ازین
مفہوم میگردد کہ لبس حریر حرام است الا برائے
حاجتے ومصلحتے واین مذہب شافعی است رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ ونزدیک مالک رحمۃ اللہ علیہ جائز نیست و
در ہدایہ میگوید لاباس است حریر ودیباد در حرب
عندہما زیرا کہ آن دافع است مر سختی سلاح را و
مہیب تر است در چشم عدو ونزد امام اعظم رحمۃ
اللہ علیہ مکروہ است از جہت اطلاق نہی وضرورت
دافع اوست صاحبیہ رحمہما اللہ گویند کہ حریر
خالص دافع تر است ۔ ولباس معصفر ومزعفر
حرام است مر مردانرا وعلما را در لباس معصفر اختلاف
است بعضے آنرا حرام مطلق گردانیدہ اند وبعضے
گویند کہ بعد از بافتن رنگ کردہ باشند حرام است

داہنے ہاتھ مین رکھا اور سونا لیا اُسکو بائین ہاتھ مین رکھا
پھر فرمایا کہ یہ دونون چیزین میری امت کے مردون پر
حرام ہین ۔ اور ریشمی لباس مردون اور نابالغ لڑکون
کو حرام ہے مگر عورتون اور نابالغہ لڑکیون کو درست ہے
الا اگر مرد بھی خارش اور موقع جنگ اور سودا دور ہونیکے
واسطے پہنین تو روا ہے اور جوؤن کے دفع ہونیکے لئے
بھی پہننے کا مضائقہ نہین اور جو معجون مین ابریشم ملاوین
تو اُسکا کھانا بھی جائز ہے ۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے زبیر بن العوام اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی
اللہ عنہما کو ریشم کا لباس پہنا اس سبب سے مباح کر دیا تھا
کہ اُنکو جوؤن اور خارش کا عارضہ تھا اس سے سمجھا گیا
کہ ریشم کا پہنا سوائے کسی حاجت اور مصلحت کے حرام
ہے اور یہی امام شافعی رح کا مذہب ہے ۔ اور امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حاجت مین بھی جائز نہین
مگر ہدایہ مین لکھا ہے کہ ریشم اور دیبا لڑائی مین پہنا ان
دونون کے نزدیک بے مضائقہ ہے کیونکہ یہہ کپڑا ہتیار
کی تیزی دور کرتا ہے اور دشمنون کی نگاہ مین ہیبتناک ہے
اور امام اعظم رح کے نزدیک مکروہ ہے نہی کے مطلق ہونیکی وجہ
سے اور ضرورت مذکور دافع کراہت ہے اور صاحبین رح فرماتے
ہین کہ ریشم خالص زیادہ دافع تیزی ہے اور کسنبی اور زعفرانی
رنگ مردونکو حرام ہے اور کسنبی رنگ کے باب مین علما
کا اختلاف ہے بعضون نے مطلق حرام کہا ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ وہ کسنبی رنگ حرام ہے جو کپڑا بننے کے بعد لگایا جاوے

والاباح وبعضے گویند که رائحہ آن ازین شده باشد
مباح است والا حرام وبعضے گویند که لبس آن در
مجالس ومحافل مکروه است واگر درخانه بپوشد
درست ومختار درمذہب صریح کراہت تحریمی است
ونماز گذاردن بآن مکروه ودر رنگ سرخ غیر از معصفر
نیز اختلاف ہست۔ قاسم رحمہ اللہ که از اعاظم علماء
متاخرین مصر ہست تحقیق نموده فتویٰ داده که حرمت
از جہت لون ہست پس ہر سرخ حرام باشد وآنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم گلیم پوشیده اند وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ
مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ یعنی بر رسول صلے اللہ علیہ وسلم چادر
از ابریشم یا از موئے یا از کتان یا از خز بود۔ ودر قاموس
گفته مرط مرحل بکسر میم وسکون را چادر از صوف
یا از خز ہست ودر نہایہ گفته مرط از ابریشم باشد واز خز و
جز آن نیز بود وشرح بسط این مقدمه در ترجمہ
مشکوة کرده ام آنجا ملاحظه نمایند۔ وموزه سیاه داشتن
سنت ہست وزرد رخصت وسرخ بدعت اِنَّ
النَّجَاشِيَّ اَهْدٰى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ خُفَّيْنِ اَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا
ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا مسح موزه ثابت
شده است بسنت رسول علیہ السلام وآنرا ترک نکرد
مگر مبتدع ضال وروا باشد مسح موزه کردن اگر بر
طہارت کامله پوشیده باشد یعنی متیمم ومعذور نباشد
که طہارت ایشان ناقص است اما اگر مسلمانی اول

اور جو بعد رنگ کے پہنین تو مباح ہے اور بعضے کہتے ہین
کہ اگر بو اُس سے دور ہوگئی ہو تو مباح ہے ورنہ حرام ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ اُسکا مجلسون اور محفلون مین پہنا
مکروہ ہے اور جو گھر مین پہنے تو درست ہے اور مذہب صریح
مین کراہت تحریمی اختیار کی گئی ہے اور نماز اس سے پڑھنی
مکروہ ہے اور کسنبی رنگ کے علاوہ دوسری قسم کے سرخ رنگ
مین اختلاف ہے۔ قاسم رح کہ علماء متاخرین مصر کے بڑے
عالمون مین سے ہین انہون نے بعد تحقیق کے فتویٰ دیا ہے کہ حرام ہونا
کسنب کا رنگ کے سبب سے ہے لہذا جو سرخ ہے حرام ہے اور
حضرت نے کملی پہنی ہے جیسکہ آیا ہے علیہ مرط مرحل من شعر اسود یعنی
آپکے اوپر چادر ریشم یا بالون یا کتان یا خز کی تھی اور قاموس
مین ہے مرط مرحل میم کی زیر اور رے کی جزم سے چادر صوف
یا خز کے معانی مین آتی ہے اور نہایہ مین ہے مرط ریشم اور خز سے
اور دوسری چیز سے بھی ہوتی ہے اور اسکی شرح مین نے مشکوۃ
کے ترجمہ مین بسوط کی ہے وہان دیکھ لین۔ اور سیاہ موزہ پہنا
سنت ہے اور زرد کی رخصت ہے اور سرخ پہنا بدعت ہے۔
نجاشی (بادشاہ حبشہ) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
دو سیاہ موزے تحفے مین بھیجے سو آپنے انکو پہن لیا پھر
وضو کیا اور دونو موزون پر مسح کیا۔ موزے پر مسح کرنا
رسول اللہ صلعم کی سنت سے ثابت ہوا ہے اور اسکو
سوائے بدعتیون اور گمراہون کے کسی نے ترک نہین کیا اور مسح روا ہے اگر
طہارت کاملہ پر پہنا ہو یعنی تیمم کیا ہوا شخص اور معذور نہو
کیونکہ انکی طہارت ادھوری ہے لیکن اگر کسی مسلمان نے

پاپہا بشست وموزہ پوشید بعد ازان وضو تمام کرد بعد از حدث مسح موزہ روا باشد نزدیک ما واما جورب پوشیدن روا است وحکم موزہ دارد ونعلین پوشیدن سنت است عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَيْفَ كَانَ نَعْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ لَهُمَا قِبَالَانِ قبال یعنی دوال نعلین کہ درمیان انگشتان بود آنرا شراک نیز گویند وپیش از نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برہنہ پا در ایام عسرت سیر کردہ اند وازابتداء نبوت تا انتہاء مرض موت برہنہ پا نگشتہ اند مگر در صحن کعبہ ویا جائے عبادت - وبعضے اعزہ صالحین کہ برہنہ پا در کوچہ وبازار مشی میکنند خلاف سنت است واگر در صحرا باشند از راہ انکسار وتواضع مشی میکنند جائز است ویا از سبب عسرت فقر باشد ومیسر نشود روا است - ودر فوطہ بستن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر کمر اختلاف است وبر قمیص فوطہ بستن مکروہ است - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ بستہ اند ودر سفر ودر حرب وغزا کمر بستن ممنوع نیست چہ بر جامہ وچہ بر پیراہن - ودر الروضة چون جامہ نو قطع کنی ویا بپوشی در این ایام مبارک است چنانچہ در خبر است مَنْ قَطَعَ الثَّوْبَ فِيْ يَوْمِ الْاَحَدِ اَصَابَهُ الْغَمُّ وَلَمْ يَكُنْ

پہلے پاؤن دہوئے اور موزہ پہنا بعدہ وضو تمام کیا- تو وضو ٹوٹنے کے بعد سے موزہ کا مسح روا ہو نزدیک حنفیون کے اور جراب پہنی بھی روا ہین اور موزہ کا حکم رکھتی ہین اور نعلین پہنی سنت ہے - قتادہ روایت کرتے ہین کہ مین نے انس مالک کے بیٹے سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین کیسی تھین کہا انکے دو قبال تھے - قبال اُس چمڑے کے تسمہ کو کہتے ہین جو انگلیون کے بیچ مین رہتا ہے اور اُسکو شراک بھی کہتے ہین یعنی آپکی جوتیون مین چمڑے کے تلوے اور تسمے تھے - آنحضرت صلعم نے قبل از نبوت تنگی کے وقت مین ننگے پاؤن بھی سیر فرمائی ہے مگر ابتداء نبوت سے مرض موت تک سوائے صحن کعبہ اور مقامات عبادت کے پا برہنہ نہین ہوئے اور جو بعضے صوفی صالحین ننگے پاؤن کوچہ و بازار مین پھرتے ہین سنت کے خلاف ہے - اور اگر جنگل مین ہون اور از راہ تواضع اور انکسار کے ننگے پیر پھرین تو جائز ہے اور یا تنگدستی اور فقر کے باعث جوتی میسر نہو تو روا ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمر کے اوپر پٹکا باندھنے مین اختلاف ہے - اور قمیص کے اوپر پٹکا باندھنا مکروہ ہے کہ حضرت نے نہین باندھا اور سفر اور لڑائی یا جہاد مین کمر باندھنی منع نہین ہے خواہ جامہ پر باندھین خواہ پیراہن پر اور روضہ مین لکھا ہے کہ جب نیا کپڑا قطع کرائے یا پہنے تو ایام ذیل مبارک ہین - جیسا کہ حدیث مین ہے کہ جو کوئی اتوار کے دن کپڑا قطع کرائے تو اُسکو کوئی نہ کوئی غم ہو اور مبارک

مُبَارَکًا وَمَنْ قَطَعَ فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ کَانَ
مُبَارَکًا وَمَنْ قَطَعَ فِیْ یَوْمِ الثُّلٰثَاءِ سَرَقَهُ
السَّارِقُ اَوْ اَغْرَقَهُ الْمَاءُ اَوْ اَحْرَقَهُ النَّارُ
وَمَنْ قَطَعَ فِیْ یَوْمِ الْاَرْبِعَاءِ وَسِعَةً لِلرِّزْقِ
وَلَوْ تُصِبْ مَشَقَّةٌ اِلَیْهِ وَیَکُوْنُ فِی الْمَعِیْشَةِ
وَمَنْ قَطَعَ فِیْ یَوْمِ الْخَمِیْسِ یَرْزُقُهُ اللّٰهُ الْعِلْمَ
وَوَسِعَ رِزْقُهُ وَهُوَ مُکَرَّمٌ عِنْدَ النَّاسِ
وَمَنْ قَطَعَ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ یَطُوْلُ الْعُمْرُ وَ
یَزِیْدُ دَوْلَتُهُ وَمَنْ قَطَعَ فِیْ یَوْمِ السَّبْتِ
یَکُوْنُ مَرِیْضًا مَا دَامَ الثَّوْبُ فِیْ بَدَنِهٖ

و در زاد المتورعین مسطور ست کہ این قولے از اقوال امیر المؤمنین علی است کرم اللہ وجہہ و بحدیث ثابت نشدہ ست آنا در حدیث ہمین قدر است کہ جامۂ نو شب جمعہ یا روز جمعہ بہ نیت نماز جمعہ بپوشد و در عید نیز جامۂ نو بپوشد اگر میسر آید برکتے و حرمتے و میمنتے دارد۔ و سنت است ہر جامۂ نو کہ چون بپوشد مبارک باید گفت کہ در آن جامہ او را یمنے و سرورے باشد بفضل اللہ تعالی و بلطفہ و کرمہ۔ و فی الروضۃ چون جامۂ نو پوشد دہ بار انا انزلناہ بخواند و بر آب بدمد و آن آب بر جامہ زند برکت باشد و جامہ بہ نیت نماز پوشد و بعد از پوشیدن دو رکعت نماز بگذارد شکرانہ خدائے عزوجل بعدہ این دعا بخواند بسم اللہ الرحمٰن

ہوا اور جو کوئی پیر کے دن کپڑا قطع کرے تو اسکو مبارک ہوا اور جو کوئی منگل کے دن قطع کرے تو اسکو چور لیجائینگے یا پانی مین غرق ہو یا آگ مین جلے۔ اور جو بدھ کے دن قطع کرے تو اسکی روزی مین کشایش ہو اور کوئی مشقت اسکو نہو اور عیش مین رہے اور جو قطع کرے جمعرات کو اللہ اسکو علم روزی کرے اور رزق مین کشایش اور وہ لوگون کی نظر مین بزرگ ہو اور جو جمعہ کو قطع کرے تو عمر اور دولت اسکی زیادہ ہو اور جو ہفتہ کے روز قطع کرے تو وہ بیمار رہے جب تک کہ وہ کپڑا اسکے بدن مین رہے۔ اور زاد المتورعین مین لکھا ہے کہ یہ (یعنی جو اوپر بیان ہوا) حضرت علی رض کے اقوال مین سے ایک قول ہے اور یہ مضمون حدیث سے ثابت نہین ہوا حدیث مین تو صرف اسیقدر ہے کہ نیا کپڑا جمعہ کی رات یا جمعہ کو بہ نیت نماز کے پہنے اور عید کو بھی اگر میسر ہو تو نیا کپڑا پہنے تو اسکو حرمت اور برکت ہو۔ اور جو آدمی نیا کپڑا پہنے تو اسکو مبارکی دینا سنت ہے انشاء اللہ تعالی پہننے والے کو اس کپڑے مین خوشی اور برکت حاصل ہو۔
اور روضہ مین لکھا ہے کہ جب نیا کپڑا پہنے دس بار سورہ انا انزلنا پڑھ کر پانی پر دم کرے اور کپڑے پر چھڑکے تو برکت ہو اور کپڑا بہ نیت نماز کے پہنے اور پہننے کے بعد دو رکعت خدائے عزوجل کے شکرانہ کی ادا کرے پھر یہ دعا پڑھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ
بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیٰوتِیْ وَالْحَمْدُ
لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْهِ
مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَبِرَحْمَتِهٖ
تَصْلُحُ الْفَاسِدَاتُ وَتَنْزِلُ الْبَرَكَاتُ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ ثَوْبًا
مُبَارَكًا اَشْكُرُ فِیْهِ نِعْمَتَكَ وَاُحْسِنُ فِیْهِ
عِبَادَتَكَ وَاَعْمَلُ فِیْهِ لِطَاعَتِكَ اَسْتَعِیْنُ
بِاللّٰهِ وَاَلْتَجِیُٔ اِلَی اللّٰهِ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اِسْتِیْلَآءِ
النَّفْسِ بِقَلِیْلٍ وَّكَثِیْرٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ
الْعَفْوَ وَالْمُعَافَاتَ فِی الدِّیْنِ وَالْاٰخِرَةِ
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعِفَّةَ
وَالْغِنَآءَ وَالتَّوْفِیْقَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

هنوز جامه در گردن او نرسیده باشد که همه
گناهان او آمرزیده شوند۔ و سنت است
هر وقتے که جامه از وجود فرود آرد پیچد و ته کند
و نگاه دارد و اگر نه اورا شیطان می پوشد و موزه را
نیز بحفاظت نگاه دارد و وقت پوشیدن لباس
و موزهٔ نو اول تعوذ و تسمیه گوید و اگر سورهٔ فاتحه
خواند سه مرتبه یا هفت مرتبه هنگام پوشیدن جامهٔ
نو یا دستار نو یا ردا نو یا موزهٔ نو در بدن پوشنده
را سرور پیدا شود و با صحت و عافیت بماند و مرض

الحمد للہ الذی کسانی سے آخر تک جسکا ترجمہ یہ ہے سب تعریف
خدا کے لئے لائق ہے جسنے مجھکو ایسا کپڑا پہنایا جس سے مین
اپنی شرمگاہ ڈھانکتا ہون اور اُس سے مین اپنی زندگی مین
زینت کرتا ہون اور اُسکی تعریف ہے جسنے مجھے یہ کپڑا پہنایا
جو میری طاقت اور قدرت سے باہر تھا اور اُسکی تعریف ہے کہ
جسکی نعمت سے نیکیان پوری ہوتی ہین اور جسکی رحمت سے بدیان
سنور جاتی ہین اور برکتین اُترتی ہین اور اللہ کی تعریف ہر حال
مین ہے اے اللہ اس کپڑے کو مبارک کر جسکو پہنکر تیرا شکر
کرون اور تیری اچھی عبادت کرون اور تیری فرمانبرداری
کرون اور اللہ سے مین مدد مانگتا ہون اور اللہ ہی سے التجا
کرتا ہون اور اُسی سے پناہ مانگتا ہون نفس کے غلبہ سے تھوڑا ہو یا
بہت اے اللہ تجھ سے دو جہان مین بخشش اور سلامتی مانگتا
ہون اے اللہ تجھ سے ہدایت اور پرہیزگاری اور پاکدامنی
اور بے پروائی اور توفیق مانگتا ہون ایسی کہ جس سے تو راضی
اور پسند فرمائے۔ جامہ ہنوز گردن تک نہ پہنا ہوگا کہ
دعا کے باعث تمام گناہ اُسکے بخشے جائینگے۔ اور سنت
یہ ہے کہ جب کپڑا بدن سے اُتارے تو لپیٹے اور تہ کرکے
اور رکھ چھوڑے ورنہ شیطان اُسکو پہن لیتا ہے اور موزہ
بھی بحفاظت رکھدے اور نئے لباس اور نیا موزہ پہنتے
وقت اول اعوذ اور بسم اللہ پڑھے۔ اور جو نئے جامے
اور نئی دستار اور نئی چادر اور نئے موزہ کے پہننے کے وقت
تین یا سات مرتبے سورۂ فاتحہ پڑھے تو پہننے والیکو
سرور اُسمین پیدا ہوگا اور صحت و عافیت سے رہیگا اور مرض

بطرف شود اگر مریض باشد و تمام ادا شود اگر صاحب
دَین باشد و زود تر جامۂ دیگر نیز میسر شود باید کہ جامۂ
کہنہ بفقیر و مسکین بدہد یا باہل و عیال خود بخشد اگر
مستحق باشند کہ درین اجر بسیار است و ثواب بیشمار
والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علے سید
المرسلین وعلے آلہ واصحابہ اجمعین۔ فقط

تمام شد

ہو تو اُسکا مرض دور ہو اور جو قرضدار ہو تو اُسکا
ادا ہو جاوے اور دوسرا کپڑا بھی جلد میسر ہو اور لاز[م]
کہ پرانا کپڑا فقیروں اور مسکینوں کو دیدے یا اپنے اہل
عیال کو اگر مستحق ہوں تو دیدے کیونکہ اسمین اجر
ہے اور ثواب بے شمار ہے۔ والحمد للہ رب العال[مین]
والصلوٰۃ علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمع[ین]

تمام ہوا

خاتمہ

واضح ہو کہ تمام ممالک کے باشندے اپنے ملکی لباس کے پابند ہیں جس سے اُنکی شناخت اور تمیز ہوتی ہے مگر ہمارے برادرا[نِ] اسلامی کی حالت پر افسوس ہے کہ یہ کسی وضع کے پابند نہیں اگر کوئی نصرانی لباس رکھتا ہے تو کوئی پنجابی کوئی پوربی لباس رکھتا ہے تو کوئی دکھنی بلکہ جو موجودہ عام ملکی لباس ہے یعنی انگرکھا اور ٹوپی وغیرہ تو یہ بھی ہن[ود] کے لباس کی تقلید ہے افسوس کہ ہمارے بھائیوں نے اپنے اصلی اور مایۂ فخر لباس کو ترک کر دیا جس سے اُنکی شوکت ا[ور] شانِ تمیز معرضِ زوال میں آئی یہ حالت دیکھکر کمترین خلائق **مرزا محمد بیگ** نقشبندی نے بنظرِ خیرخواہی برا[دران] یہ نایاب رسالہ لباس سنت مصنفۂ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح بڑی سعی سے بہم پہونچا کر اردو با محاورہ میں ترجمہ کرکے ترجمہ مع اصل باجازت و ترغیب جناب مولانا مولوی حبیب الاحمد صاحب سلمہ الصمد مطبع مجتبائی دہلی میں چھ[پوا] کرایا تاکہ بھائیوں کو رسولِ مقبول اور وسیلہ الی اللہ کے لباس اختیار کرنیکی ترغیب ہو اور اس مُردہ سنت کے زندہ کرنے میں فلاح کونین پر فائز ہوں۔ اگر غور سے دیکھا جاوے تو سوائے لباس مسنونہ کے کسی لباس میں تقدس کی شان نہیں نکلتی جس سے آدمی صالح اور نیک چلن نظر آتا ہے اور یہ لباس اُسکی صلاحیت کا شاہد بنجاتا ہے اور اُسکے استعمال سے یہ امید بھی ہوتی ہے کہ ظاہری اتباعِ سنت کی برکت باطنی قبائح پر اثر ڈالے اور رسول اکرم کی سچی پیروی نصیب ہو کر آخرت میں آپکے ساتھ محشور ہوں اور فوز عظیم پر فائز ہوں۔ امید کہ اس رسالہ کو ہمارے برادر قدر کی نظر سے دیکھیں گے اور اسپر عملدرآمد کرینگے اور اس عاجز کو دعائے خیر سے محروم نہ فرمائینگے ۔ و امید ہی من شاء الی آخرہ